سوال

کے مخالف ہونا(31)

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

:169)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

م السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

اللہ علیہ وسلم کا قول وفعل کے مخالف ہو تو قول کو فعل پر مقدم کیا جائے گا۔ قول کو فعل پر مقدم کرنے کا سبب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمان امت کے لیے شریعت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اگرچہ حقیقت میں تو یہ بھی عام شریعت ہے، لیکن بسا اوقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

ی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:

الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ, فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا, وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا, وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ, وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ"

امام اس لیے بنایا گیا ہے تاکہ اس کی اقتداء کی جائے۔۔۔ ایک اور روایت میں ہے۔۔۔ کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھا کرو۔

اور حدیث میں ہے کہ:

جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ"

اس حدیث میں ہے کہ جو کسی عذر کی وجہ سے بیٹھے ہوئے امام کے پیچھے نماز پڑھے تو وہ مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اس کی امام کی متابعت کرتے ہوئے۔ جبکہ اس کے معارض وہ دوسری حدیث ہے کہ جس میں آپ نے اپنی بیماری میں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور لوگ پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔ اس لیے بعض لوگوں

ہے کہ شرعی دلیل ہونے کے لحاظ سے فعل میں اتنی قوت نہیں ہے کہ جس کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاری شدہ فرمان کو منسوخ کیا جا سکے۔ بلکہ قول وفعل میں تطبیق ضروری ہے۔ تطبیق کی صورت یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو فعل پر مقدم کیا جائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسل

ن سابقہ آئمہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واقعہ اور "فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ" کے درمیان حدیث کو ایک قاعدہ کے مطابق بیان کیا اور فعل حدیث کو ایک واقعہ کے ساتھ محدود کر دیا۔ اور دوسری صورتیں اس کے ساتھ نہیں ملائیں۔

امام بیٹھ کر نماز کی ابتدا کرے تو مقتدیوں پر بھی لازم ہے کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھیں لیکن جب امام کھڑا ہو کر نماز پڑھائے شروع سے، پھر کسی سبب سے اس کو بیٹھنا پڑے تو مقتدی اس کے پیچھے اپنی نماز جاری رکھیں۔ یہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی سمجھ کی باریکی ہے۔ کیونکہ یہ واقعہ ایسے ہی ہوا۔ بے شک نبی کریم صلی اللہ

یہ جائز نہیں کہ یہ کہا جائے یہ فعلی حدیث نے قولی حدیث کو منسوخ کر دیا۔ کیونکہ قولی حدیث چھوڑنے کے بجائے جمع کی صورت ممکن ہے۔ ایک جواب یہ بھی دیا جاتا ہے کہ فعلی حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ قولی حدیث پر عمل واجب نہیں ہے بلکہ اس قولی حدیث کو استحباب پر محمول کریں گے۔ تو لہذا حدیث اپنی جگہ

عبدالرزاق میں صحیح سند کے ساتھ ایک تابعی سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھ کر نماز پڑھانے کے واقعہ کے بارے میں اس طرح حدیث آئی ہے۔

صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِذَا صَلَّى ....."

ائے تو تم کھڑے ہو کر پڑھا کرو۔ یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے۔ لیکن اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حدیث میں جو چیز مذکور ہے وہ یہی ہے کہ اس معاملہ کو اپنی اصل پر باقی چھوڑنے کے بارے میں ہے کیونکہ ہمارے پاس کوئی بھی ایسی دلیل نہیں ہے کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ فعلی حدیث قولی حدیث سے منافر۔

ابر قَالَ اشْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَأَبُو بَكْرٍ يُسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِيرَهُ فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا فَرَآنَا قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْنَا فَقَعَدْنَا فَصَلَّيْنَا بِصَلَاتِهِ قُعُودًا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ إِنْ كِدْتُمْ آنِفًا لَتَفْعَلُونَ فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّومِ يَقُومُونَ عَلَى مُلُوكِهِمْ وَهُمْ قُعُودٌ فَلَا تَفْعَلُوا ائْتَمُّوا بِأَئِمَّتِكُمْ إِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا"

پنے ساتھیوں کو ایک دن ظہر کی نماز بیٹھ کر پڑھائی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے گر گئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بازو یا کلائی میں چوٹ لگنے کی وجہ سے کھڑے ہو کر نہیں پڑھا سکتے تھے۔ تو جب بیٹھ کر پڑھائی لوگ اپنی عادت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو گئے تو آپ صلی

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں شرعی علت ہے۔ مقتدیوں کے نماز میں بیٹھنے کا امام کے پیچھے نماز کا۔

م رضوان اللہ عنھم اجمعین کے نماز میں کھڑے ہونے اور اہل فارس کا اپنے بڑوں کے لیے ہونا اس میں بہت بڑا فرق ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس طرح کی بن جانے والی اتفاقی صورت کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا کہ کہیں ہم کفار کی مشابہت اختیار نہ کریں۔ شیخ الاسلام حضرت ابن تیمیہ

ذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ البانیہ

علم استدلال نقلیہ اور اصول فقہ کے مسائل صفحہ: 121

محدث فتویٰ